قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 11 فروری 2020ء | 16 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 36

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۶﴾

(الکھف:46)

ترجمہ: اور ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کر جو ایسے پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی شامل ہوگئی۔ پھر وہ چورا چورا ہو گئی جسے ہوائیں اُڑائے لئے پھرتی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

دعا کا طریق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعودؑ کو ایک شخص نے لکھا کہ دعا کریں کہ فلاں عورت کے ساتھ میرا نکاح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم دعا کریں گے مگر نکاح کی کوئی شرط نہیں ہے۔ خواہ نکاح ہو جائے خواہ اس سے نفرت پیدا ہو جائے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اور چند روز بعد اس نے لکھا کہ میرے دل میں اس سے نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اسی طرح مجھے بھی ایک شخص نے (حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے) ایسا لکھا تھا اور میں نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی (اتباع) میں اسے یہی جواب دیا تھا اور اس نے بعد میں مجھے اطلاع دی کہ اس کے دل سے اس کا خیال جاتا رہا۔ پس اللہ تعالیٰ دونوں صورتوں میں مدد کرتا ہے۔‘‘ یعنی اصل چیز یہ ہے کہ یا جس کی خواہش کی جا رہی ہے وہ خواہش پوری ہو جائے یا پھر وہ خواہش ہی دل سے مٹ جائے۔ تو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فیصلہ کو اہمیت دیتے ہوئے دعا کی جائے۔

اب بھی بعض لوگ خط لکھتے ہیں۔ مجھے بھی خط آتے ہیں کہ فلاں جگہ رشتہ کرنا ہے۔ دعا کریں اس سے ہوجائے اور ساتھ کوشش بھی کریں اور اس کے والدین کو بھی کہیں اور اس نظام کو بھی کہیں ورنہ ختم ہو جاؤں گا۔ میں بھی مر جاؤں گا اور دوسرا فریق بھی مر جائے گا۔ تو یہ فضول اور لغو باتیں ہیں۔ شادی کا اصل مقصد تو دل کا سکون اور بقائے نسل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہئے اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے تو ہو ورنہ دل سے اتر جائے اور ختم ہو جائے۔ یہ محبتیں جو دنیاوی ہیں یہ عارضی محبتیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مانگنی چاہئے۔ اور اگر یہ ہو گا تو پھر دنیاوی محبت بھی نیکی بن جائے گی اور پھر ہمیشہ دل کا سکون اور اطمینان کا باعث رہے گی۔‘‘ (خطبہ جمعہ مورخہ یکم اپریل 2016ء)

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- غزل
- حضرت مسیح موعودؑ کا علم کلام
- حفاظت اور پہرہ دینا
- قرآنی پیشگوئیوں کا ظہور
- ورلڈ اکنامک فورم کا 50واں اجلاس

فرمانِ رسول ﷺ

سوتے وقت دعا کرنا

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم رات کے وقت سونے کے لیے جب بستر پر آتے تو اپنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور پھر یہ دعا مانگتے۔ اے اللہ! میں تیرے نام کی مدد سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور جاگتا ہوں۔ جب آپؐ بیدار ہوتے تو یہ دعا مانگتے: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اس کے پاس ہی سب نے جا اکٹھے ہونا ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

خدا کی یقینی معرفت

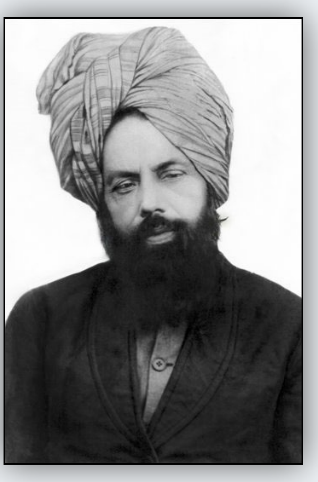

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’یقین دکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفّارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُس کا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی۔ جس طرح انسان نفسانی لذّات کا سامان دیکھ کر اُن کی طرف کھینچا جاتاہے اِسی طرح انسان جب روحانی لذّات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حُسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اُس کو سراسر ردّی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اُسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جب کہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑ بے خبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پُر زور سیلاب نے اس کے گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے اِرد گرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزاسزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کھال اُتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اُس سے بے خبر ہو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 ص 67، 69)

غزل

کوئی کاری گری کر دے
کل کا ہونا ابھی کر دے

تو جو چاہے تو اے قادر
کھوٹی قسمت کھری کر دے

تیری نظرِ کرم پیارے
چور کو بھی ولی کر دے

آج بیمار ہے امت
رحم کر دے بھلی کر دے

خشک ہے دید کا آنگن
آنکھ میں اب نمی کر دے

ہاتھ اُوپر کا ہو میرا
ایسا مجھ کو سخی کر دے

بے نیازی ہو دنیا سے
یوں بھی مجھ کو غنی کر دے

تیرے بس میں ہے انہونی
ختم اب بے بسی کر دے

ہے کڑی دھوپ کا موسم
چھاؤں ٹھنڈی گھنی کر دے

تیری رحمت کا اک چھینٹا
خشک ٹہنی ہری کر دے

میرے گلشن اے مالک
رحمتوں کی جھڑی کر دے

شجر طیب کی ہر ٹہنی
پھول کر دے کلی کر دے

میرے آباء کی اے مولی
جاری مجھ سے لڑی کر دے

ہم فقیروں کی کٹیا میں
آ کے جشنِ خوشی کر دے

تیرے در پہ جو لے جائے
راہ مجھ پہ کھلی کر دے

مجھ ظفر کی دعا مانگی
مستجیبا! سنی کر دے

مبارک احمد ظفر۔ لندن

دربارِ خلافت

قبولیت دعا کے لئے دو بنیادی شرطیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’بعض معمولی سی باتیں بڑے نتائج پیدا کرتی ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ سے میں نے سنا ہے۔ آپ کسی عورت کا قصہ بیان فرماتے کہ اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ وہ لڑائی پر جانے لگا تو اس نے اپنی ماں کو کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جو میں اگر واپس آؤں تو تحفے کے طور پر آپ کے لئے لیتا آؤں اور آپ اسے دیکھ کر خوش ہو جائیں۔ ماں نے کہا کہ اگر تو سلامت آ جائے تو یہی بات میرے لئے خوشی کا موجب ہو سکتی ہے۔ لڑکے نے اصرار کیا اور کہا آپ ضرور کوئی چیز بتائیں۔ ماں نے کہا اچھا اگر تو میرے لئے کچھ لانا ہی چاہتے ہو تو روٹی کے جلے ہوئے ٹکڑے جس قدر زیادہ لا سکو لے آنا۔ میں انہی سے خوش ہو سکتی ہوں۔ اس نے اس کو بہت معمولی سی بات سمجھ کر کہا کچھ اور بتائیں۔ لیکن ماں نے کہا بس یہی چیز مجھے سب سے زیادہ خوش کر سکتی ہے۔ خیر وہ چلا گیا۔ جہاں بھی تھا جب روٹی پکاتا تو جان بوجھ کے اسے جلاتا تھا تا کہ جلے ہوئے ٹکڑے زیادہ سے زیادہ جمع ہوں۔ روٹی کا کچھ حصہ تو خود کھا لیتا اور جلا ہوا حصہ ایک تھیلے میں ڈالتا جاتا۔ کچھ مدت کے بعد جب گھر آیا تو اس نے جلے ہوئے ٹکڑوں کے بہت سے تھیلے اپنی ماں کے آگے رکھ دیئے۔ وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اس نے کہا اماں! میں نے آپ کے کہنے پر عمل تو کیا تھا مگر مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ بات کیا تھی ۔ ماں نے کہا کہ اس وقت جبکہ تم گئے تھے اس کا بتانا مناسب نہ تھا۔ اب میں بتاتی ہوں اور وہ یہ کہ بہت سی بیماریاں انسان کو نیم پختہ کھانا کھانے کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہیں۔ میں نے جلے ہوئے ٹکڑے لانے کے لئے تمہیں اس لئے کہا تھا کہ تم ان ٹکڑوں کے لئے ایسی روٹی پکاؤ گے کہ وہ کسی قدر جل بھی جائے اور جلی ہوئی روٹی کو رکھ دو گے اور باقی کھا لو گے اس سے تمہاری صحت اچھی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔‘‘

بظاہر تو یہ چھوٹی سی بات ہے اور اگر ماں بچے کو براہ راست کہتی کہ روٹی اچھی طرح پکا کر کھانا تو بچہ کہہ سکتا تھا کہ میں جوان آدمی ہوں بیوقوف نہیں ہوں کہ کچی روٹی کھاؤں گا۔ حالانکہ میں نے اب بھی دیکھا ہے، اس زمانے میں بھی اکثر لوگ جو ہیں یہ بیوقوفی کر رہے ہوتے ہیں اور کچی روٹی کو بڑے شوق سے کھا رہے ہوتے ہیں۔ بہرحال ماں کی یہ بات اس بچے کو صحت مند رکھنے کا موجب بنی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے (اپنے ایک خطبہ میں مسئلہ بیان کر رہے تھے) کہ دعا کی قبولیت کے سلسلہ میں بھی بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو بیان کی جا رہی ہیں اور ہمیں پہلے سے یہ باتیں پتا ہیں لیکن پتا ہونے کے باوجود عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعا کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطیں ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي اور وَلْيُؤْمِنُوا بِي۔ کہ میری بات مانو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ یکم اپریل 2016ء)

مرزا خلیل احمد قمر

حضرت مسیح موعودؑ کا پیدا کردہ عظیم الشان علم الکلام اور ہندوؤں کی جارحانہ تحریک آریہ سماج کی شکست فاش

امت مسلمہ کی شان و شوکت اگرچہ سترھویں صدی میں ہی ماند پڑ چکی تھی۔مگر دنیا کے مختلف خطوں میں ظاہری رعب و دبدبہ ابھی قائم تھا۔تاہم کچھ عرصہ کے بعد مسلمانوں کی مذہبی علمی سیاسی اور اقتصادی حالت بگڑتی چلی گئی اور انیسویں صدی کے آغاز میں تو مسلمان مکمل طور پر ادبار و تنزل کا شکار ہوگئے خصوصاًبرصغیر پاک و ہند میں تو عیسائیت اور دیگر مذہبی تحریکات کی یلغار ہوئی۔ہندوؤں میں سے آریہ سماجیوں نے اسلام کے خلاف ایک زبردست محاذ کھولا۔اس دور میں مسلمانوں کی بد حالی کے مرثیے لکھے گئے اور کسی مرد حق کے لئے نگاہیں تو اٹھتی تھیں مگر مایوس لوٹتیں۔مسلمان سیاسی اعتبار سے زوال کا شکار تو تھے ہی ان کو حکومتی اداروں سے باہر رکھنے کے لئے بہت سی بنیادی تبدیلیاں لائی گئیں۔کہ مسلمانوں کو انتظامی اور کاروبار مملکت سے مکمل طور پر علیحدہ کر دیا جائے۔

ہندو مؤرخین کی رائے میں آریہ سماج کے قیام کا واحد مقصد ہندوستان سے اسلام کو ملیامیٹ کرنا اور مکمل ہندو راج کا قیام تھا۔چنانچہ لالہ دھنپت رائے بی ایل ٹی لکھتے ہیں۔

’’ہندوستان میں سوائے ہندو راج کے دوسرا راج ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتا۔ایک دن آئے گا کہ ہندوستان کے سب مسلمان شدھی آدمی اندولن کی وجہ سے آریہ سماجی ہو جائیں گے۔یہ بھی ہندو بھائی ہیں۔آخر صرف ہندو ہی رہ جائیں گے یہ ہمارا آورش (نصب العین) ہے یہ ہماری آشا(تمنا) ہے سوامی جی مہاراج نے آریہ سماج کی بنیاد اس اصول کو لے کر ڈالی تھی‘‘

(اخبار پرکاش لاہور 26۔اپریل1925ء صفحہ 11)

’’اجمیر سے چل کر سوامی دیانند چاند پور پہنچے اور مسلمانوں سے زبردست مناظرہ کیا مسلمانوں کی طرف سے مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی عبدالغفور صاحب پیش ہوئے اور ان کی مدد کے لئے بہت سے مولوی جمع تھے لیکن سوامی جی مہاراج کے ساتھ صرف منشی بختاور سنگھ اور منشی اندرمن مراد آبادی تھے۔ سوامی جی نے اعتراضات کی اس قدر بھر مار کی مولوی ان کا کوئی جواب نہ دے سکے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے جس کا اثر یہ ہوا کہ مولوی نوراللہ صاحب کئی مسلمانوں سمیت آریہ ہوگئے۔انہی ایام میں ایک ہزار کے قریب اور مسلمان آریہ ہوگئے۔آریہ ویروں نے جگہ جگہ شدھی سبھا قائم کر کے مسلمانوں میں پرچار کرنا شروع کر دیا۔اگرآریہ سماجی دوست اس پوتر کام کو جاری رکھتے تو مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ ویدک دھرم کی شرن میں آجاتا‘‘

(کتاب آریہ سماج اور پرچار کے سادھنا صفحہ 12از مہاشہ دیودت)

آریہ سماج اپنے قیام کے دوماہ کے اندر اندر ہندوؤں کے تمام طبقات میں مقبولیت حاصل کر گئی۔چنانچہ دیانند سرسوتی نے ہندوستان کے بہت سے شہروں کا دورہ کیا۔1877ء میں پنجاب کے بہت سے شہروں کا دورہ کیا مثلاً ملتان، گورداسپور، راولپنڈی، جہلم،وزیرآباد،گجرات،گوجرانوالہ، لاہور، امرتسر، جالندھر، لدھیانہ اور فیروز پور ۔ دیانند جہاں جہاں جاتا تقاریر کرتا جس کے نتیجہ میں وہاں آریہ سماج کا قیام عمل میں آجاتا اور لوگ جوق در جوق آریہ سماج میں شامل ہو جاتے۔پنجاب میں آریہ سماج کے خوب چرچے شروع ہوگئے۔مسلمانوں اور عیسائیوں سے بحث مباحثے اور مناظروں نے زور پکڑا۔تو پنڈت کھڑک سنگھ جو آریہ سماجی تھے ان کا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام سے ایک مباحثہ ہوا جس میں پنڈت صاحب لا جواب ہوگئے اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ چیلنج دیا جس میں مخاطب تو کھڑک سنگھ تھے مگر روئے سخن تمام مذاہب عالم کے علماء کی طرف ہے۔علاوہ ازیں حضور نے حسب ذیل علماء آریہ سماج کو بھی چیلنج دیا۔

سوامی دیانند صاحب،پنڈت کھڑک سنگھ صاحب ،باوا نرائن سنگھ صاحب ، منشی مہون داس صاحب، جناب کنہیا لال صاحب،جناب منشی بختاور سنگھ صاحب ایڈیٹر آریہ درپن جناب بابو سارواپرشاد صاحب، جناب منشی شرم پت صاحب سیکرٹری آریہ سماج قادیان۔پنڈت کھڑک سنگھ کے نام مضمون میں حضور فرماتے ہیں۔

’’قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی بڑی بھاری نشانی یہ ہے کہ اس کی ہدایت سب ہدایتوں سے کامل تر ہے اور اس دنیا کی حالت موجودہ میں جو خرابیاں پڑی ہوئی ہیں قرآن مجید سب کی اصلاح کرنے والا ہے۔دوسری نشانی یہ ہے کہ قرآن مجید اور کتابوں کی طرح مثل کتھا کی نہیں ہے بلکہ مدلل طور پر ہر ایک امر پر دلیل قائم کرتا ہے۔اس دوسری نشانی پر...بنام کھڑک سنگھ وغیرہ ہم نے پانچ سو روپیہ کا اشتہار بھی دیا تا کہ کوئی پنڈت وید میں یہ صفت ثابت کر کے دکھلاوے کہ وید نے کن دلائل سے اپنے عقائد کو ثابت کیاہے مگر آج تک کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ دم مار سکے‘‘

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 41،42)

حضورؑ کی یہ تحریر پنڈت کھڑک سنگھ کی زندگی میں شائع ہوئی اور پھر پنڈت صاحب لاجواب ہو کر عیسائی ہوگئے تھے اور اپنے لیکچرز آریہ سماج کے خلاف دیتے رہے جو بعد میں آریہ سماج کے اصول و تعلیم کے ابطال کے نام سے شائع ہوئے۔

دیانند سرسوتی پر گرفت

آریہ سماج کی دنوں میں شہرت پھیل رہی تھی۔ پنڈت دیانند بانی آریہ سماج خود موجود تھے۔انہوں نے جو عقائد ستیارتھ پرکاش میں لکھے ان میں ایک عقیدہ مادہ اور روحوں کا ازلی ابدی ہونا بھی تھا جو ویدوں کی بجائے مادہ پرستی کا رہین منت تھا۔پنڈت صاحب نے مادہ کے ساتھ روح کے ازلی ابدی ہونے کو مذہبی رنگ دے دیا۔جب ارواح ازلی ابدی ہیں تو پھر کسی خدا کی ضرورت ہی نہیں اور جب وہ خالق ہی نہیں تو ان کو تناسخ میں کیوں مبتلا رکھا ہے۔

پنڈت جی نے اس اعتراض کو رفع کرنے کے لئے 7دسمبر1877ء کے ’’وکیل ہندوستان‘‘میں یہ شائع کرایا۔

’’ارواح موجودہ بے انت ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ پرمیشورکو بھی ان کی تعداد معلوم نہیں۔اس واسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہیں گے اور کبھی ختم نہیں ہوں گے‘‘

دیانند کا یہ اعلان جب حضورؑ کی نظر سے گزرا تو آپ نے خدا تعالیٰ کی عظمت حیّ و قیوم قادر و توانا خدا کی صفات اور معرفت سے اُس کو غلط ثابت کیا۔چنانچہ آپ نے 9فروری1878ء تا9مارچ1878ء تک اخبار ’’سفیر ہند‘‘میں متعدد مضامین لکھ کر باطل عقیدہ کی دھجیاں بکھیر دیں۔اس کے ساتھ ہی پانچ صد روپے انعام کا اعلان شائع کر دیا جو اس کا مدلل جواب دے۔یہ اشتہار سفیر ہند میں 9فروری1878ء کے ابتدائی صفحوں پر شائع ہوا۔

’’کہ جو صاحب منجملہ توابع سوامی دیانند سرسوتی صاحب سوال ہذا کا جواب دے کر کہ ارواح بے انت ہیں اور پرمیشور کو ان کی تعداد معلوم نہیں تو میں اس کو مبلغ پانچ سوروپیہ انعام دوں گا‘‘

حضورؑ کا یہ اعلان’’برادر ہند‘‘ جس کے ایڈیٹر پنڈت شونرائن صاحب اگنی ہوتری تھے جولائی 1878ء میں شائع ہوا۔

’’سوامی دیا نند سرسوتی صاحب نے بجواب ہمارے اس بحث کے جو ہم نے روحوں کا بے انت ہونا باطل کر کے ’’غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا‘‘ثابت کیا تھا معرفت تین کس آریہ سماج والوں کے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگرچہ ارواح حقیقت میں بے انت نہیں ہیں لیکن تناسخ اس طرح پر ہمیشہ بنا رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پاجاتے ہیں تو پھر بوقت ضرورت مکتی سے باہر نکالی جاتی اب سوامی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے اس جواب میں کچھ شک و شبہ ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہئے۔چنانچہ اس بارے میں سوامی صاحب کا ایک خط بھی آیا اس خط میں بھی بحث کا شوق ظاہر کرتے ہیں اس واسطے بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے کہ بحث بالمواجہ ہم کو بسرو چشم منظور ہے۔کاش سوامیصاحب کسی طرح ہمارے سوالوں کا جواب دیں ....‘‘

(المعلن مرزا غلام احمد رئیس قادیان 10جون1878ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 6,7)

اس اعلان پر ایڈیٹر رسالہ ’’برادرہند‘‘پنڈت شونرائن اگنی ہوتری نے اس رسالہ بابت ماہ جولائی1878ء میں ایک مفصل تبصرہ کیا جس میں سے ایک مختصر اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

’’مگر اب ہمارے مضمون نگار مرزا غلام احمد صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر کار جب مرزا صاحب نے مسئلہ مذکور کو اپنی بحث میں باطل ثابت کر دیا تو لاچار سوامی جی (یعنی دیانندسرسوتی۔ناقل) نے مرزاصاحب کو یہ پیغام بھیجا کہ حقیقت میں ارواح بے انت نہیں ہیں لیکن تناسخ صحیح ہے۔خیر کچھ بھی ہو مگر ...چند سال ہوئے کانپور میں جب انہوں نے ایک اشتہار اپنا دستخطی مشتہر کیا تھا تو اس میں انہوں نے اول اول اکیس شاستروں کو ایشرکرت(خداکے اپنے تصنیف کئے ہوئے)قرار دیا تھا۔پھر رفتہ رفتہ جب انہوں نے ان میں بہت سی خوبیاں دیکھیں تو سب کو چھوڑ چھاڑ صرف چند ویدوں کو ’’ایشرکرت‘‘بتلانے لگے پھر اس کے بعد جب ویدوں کا ایک حصہ جس کو برہمن کہتے ہیں ان کی نظروں میں صحیح ثابت نہ ہوا تو اب صرف اس کے اس حصہ کو جس کو منتر بھاگ کہتے ہیں الہامی کہتے ہیں اس سے اگرچہ ان کی کسی قدر متلون مزاجی بھی ظاہر ہوتی ہے...اس میں صرف ایک بہت بڑی کسر یہ باقی ہے کہ وہ اول ایک چیز کی نسبت پہلے ہی سے ایک یقین پیدا کر لیتے ہیں پھر جب کبھی حسب اتفاق اس یقین کا بطلان انہیں معلوم ہو جائے تب اس کو چھوڑتے ہیں مگر اس قسم کی تحقیقات سچے محققوں کے اصول تحقیقات کے بالکل کے مخالف ہے‘‘

(برادر ہند جولائی1878ء بحوالہ حیات احمد جلد اول دوم صفحہ 114تا 118ایڈیشن دوم)

پنڈت اگنی ہوتری صاحب کے مذکورہ بالاریمارکس سے صاف نظر آتا ہے کہ پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کے اختراع کردہ مذہب کی حالت وہی تھی جسے قرآن مجید نے بیت عنکبوت سے مثال دی ہے۔

غرض سوامی دیانند نے خود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (مسیح موعودؑ) علیہ السلام کو مباحثہ کی دعوت دی۔جسے حضرت(مسیح موعودؑ)نے 10جون کو قبول فرمایا تھا اور سوامی جی کو یہ اختیار دیاتھا کہ وہ مباحثہ کا مقام و تاریخ خود ہی معین کر کے اخبار میں اعلان کردیں۔لیکن سوامی دیانند جنہوں نے از خود دعوت دی تھی خود ہی میدان مباحثہ سے گزیر کر گئے۔حضور نے براہین میں پنڈت دیانند سرسوتی کے اعتراضات کا جواب دیاہے اور براہین احمدیہ کے اول مخاطب دیانند سرسوتی ہی تھے۔

اس طرح یہ امربڑا واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ براہین احمدیہ کی تصنیف کا باعث آریہ سماج کے بانی دیانند کے اسلام اور بانی اسلام قرآن پر اعتراضات کے جواب دینا تھا۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی(مسیح موعودعلیہ السلام)فرماتے ہیں۔

’’باعث تصنیف اس کتاب کے پنڈت دیانند صاحب اور ان کے اتباع ہیں جو اپنی امت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہے ہیں اور بجز اپنے وید کے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ مسیح اور حضرت محمد مصطفی علیہم السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور نعوذباللہ توریت،زبور، انجیل اور فرقان مجید کو محض افتراء سمجھتے ہیں اور ان مقدس نبیوں کے حق میں ایسے توہین کے کلمات بولتے ہیں کہ ہم سن نہیں سکتے۔ایک صاحب نے ان میں سے اخبار ’’سفیر ہند‘‘میں بطلب ثبوت حقانیت فرقان مجید کئی دفعہ ہمارے نام اشتہار بھی جاری کیا ہے اب ہم نے اس کتاب میں ان کا اور ان کے اشتہاروں کا کام تمام کر دیا ہے اور صداقت قرآن و نبوت کو بخوبی ثابت کیا...نام اس کتاب کا ’’البراھین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب

اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ'' رکھا گیا ہے۔خدا اس کو مبارک کرے اور گمراہوں کو اس کے ذریعہ سے اپنے سیدھے راہ پر چلاوے۔آمین''

(المشتہر خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب منقول از ضمیمہ اشاعت السنہ نمبر4 جلد دوم صفحہ 3,4 بابت اپریل 1879ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 12)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی بلند پایہ کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف کا پس منظر اور چار اغراض و مقاصد کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ ایم۔ اے اپنی کتاب ''سلسلہ احمدیہ'' میں لکھتے ہیں۔

''ان ایام میں پنڈت دیانند سرسوتی کی تحریک سے بیدار ہو کر ہندوؤں میں ایک جماعت آریہ سماج کے نام سے قائم ہوئی جس نے نہ صرف ہندوؤں کے لئے ایک نیا مذہبی فلسفہ پیش کیا بلکہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ پر بھی ہندو قوم میں ایک جارحانہ روح پیدا کر دی۔دوسری طرف ہندوستان کے مسیحی پادریوں نے جو دہلی کے غدر کے بعد سے مسلمانوں کے مذہبی جوش و خروش سے کسی قدر مرعوب ہو کر سہمے ہوئے تھے اب پھر سر اٹھانا شروع کیا اور حکومت کے سایہ میں ایک نہایت پر زور مشنری مہم شروع کر دی اورویسے بھی اس زمانہ میں صلیبی مذہب ساری دنیا میں ایک طوفان عظیم کی طرح جوش مار رہا تھا۔تیسری طرف یہ زمانہ ہندوستان کی مشہور مذہبی تحریک برہمو سماج کے زور کا زمانہ تھا جس کا جدید مذہبی فلسفہ امن اور آشتی اور صلح کل پالیسی کے لباس میں مذہب کی عمومی روح کے لئے گویا ایک کاٹنے والی تلوار کا حکم رکھتا تھا اور چوتھی طرف اس زمانہ میں ساری دنیا کا یہ حال ہورہا تھا کہ مغربی تہذیب و تمدن کی بظاہر خوشگوار ہوائیں جہاں جہاں سے بھی گزرتی تھیں۔دہریت اور مادیت کا بیج بوتی جاتی تھیں اور یہ زہر بڑی سرعت کے ساتھ ہر قوم و ملت میں سرایت کرتا جارہا تھا۔اس چوکور خطرے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیز اور دوربین آنکھ نے دیکھا اور آپ کی اکیلی مگر بہادر روح اس مہیب خطرے کے مقابلہ کے لئے بے قرار ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔آپ کی سب سے پہلی تصنیف جو براہین احمدیہ کے نام سے موسوم ہے اور چار جلدوں میں ہے اسی مرکب حملہ کے جواب میں لکھی گئی تھی۔اس کتاب میں خصوصیت سے الہام کی ضرورت اور اس کی حقیقت اسلام کی صداقت اور قرآن کی فضیلت خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کے علم کی وسعت خدا کی خالقیت اور اس کی مالکیت پر نہایت لطیف اور سیر کن بحثیں ہیں اور ساتھ ہی اپنا ملہم ہونا ظاہر کر کے اپنے بہت سے الہامات درج کئے گئے ہیں جن میں سے بہت سے آئندہ کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں''

(سلسلہ احمدیہ صفحہ 18,17 از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

گویا براہین احمدیہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی جارحانہ یلغار کے جواب میں لکھی گئی تھی جس سے اس زمانہ کے مسلمان تنگ و عاجز آچکے تھے۔اس کے ساتھ آزاد روی اور مغربی تہذیب و تمدن کے نتیجہ میں دین کے بنیادی عقائد پر جدید تعلیمیافتہ افراد کے اعتراضات تھے۔ہم دیکھتے ہیں کہ براہین احمدیہ کی تصنیف کے نتیجے میں اس چومکھی حملے کا کامیاب دفاع کیا گیا۔برہمو سماج کی تحریک جو ایک طوفان کی صورت میں اٹھی اپنی ہر دلعزیزی کے سیلاب میں کھوگئی۔آریہ سماج کی طوفانی یلغار اپنی بنیادی عقائد کی بحثوں میں اُلجھ کر اپنے وجود کو گم کر بیٹھی ۔ مسیحی مشنری جو ہندوستان میں عیسائیت کے غلبے کے دعوے کر رہے تھے اور جن کو حکومتی سرپرستی حاصل تھی اپنے خود ساختہ خدا کو زندہ آسمان پر ثابت نہ کر سکی اور عیسائیت کی تثلیث و کفارہ کی عمارت دھڑام سے زمین پر آگری۔

مسلمانوں میں جو جدید تعلیم کے دلدادہ تھے اور برہمو سماج سے متاثر ہو کر علی گڑھ کی تحریک کی صورت میں جنم لیا تھا۔مذہبی رواداری کے پردے میں اسلام کے بنیادی عقائد کی تاویل کر رہے تھے۔جو صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔مغربی تہذیب و تمدن کی چمک نے ان کی آنکھوں کوخیرہ کر دیا تھا وہ الحاد و دہریت کی رو میں بہے جارہے تھے۔حضرت اقدس نے خدا کا حی و قیوم اور قادر و توانا ہونا ثابت کیا وحی و الہام کی حقیقت اور اسلام کی صداقت اور قرآن مجید کی فضیلت ثابت کی۔ذیل میں اس واضح حقیقت کو غیروں نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اپنے اپنے انداز میں تجزیہ بھی کیا۔براہین احمدیہ کے دلائل قاطعہ کے ذریعہ مذاہب باطلہ کے حملوں کا ایسے رنگ میں دفاع کیا گیا کہ مسلمان ،آریہ سماجیوں کی یلغار اورعیسائی مشنریوں کا شکار ہونے سے بچ گئے۔حضرت اقدس کے علم کلام سے ہر مذہب و ملت کے اہل علم حضرات متاثر ہوئے اور برملا اس جدید علم کلام کا اعتراف کیا۔

نشان کی مدت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1885ء کے شروع میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور پیشواؤں کو اسلام کی تازہ بتازہ برکات اور آیات دیکھنے کی دعوت دی۔حضورؑ نے یہ اشتہار 20 ہزار کی تعداد میں اور انگریزی میں شائع فرمایا جس میں آپؑ نے تحریر فرمایا۔

''اگر آپ آریہ ہیں اور ایک سال رہ کر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ نہ کریں تو دو سو روپیہ کے حساب سے آپ کو ہرجانہ یا جرمانہ ادا کیا جائے گا''

(اشتہارات جلد اول ص 103)

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

ہر چند کہ ہم نے تمام ہندوستان و پنجاب پادری صاحبان و آریہ صاحبان کی خدمت میں اس مضمون کے خط رجسٹری کرا کر بھیجے۔مگر کوئی صاحب قادیان میں تشریف نہ لائے بلکہ منشی اندر من صاحب کے لئے تو مبلغ چوبیس سو روپیہ نقد لاہور میں بھیجا گیا تو وہ کنارہ کر کے فرید کوٹ چلے گئے۔ہاں ایک صاحب پنڈت لیکھرام نام پشاوری قادیان میں ضرور آئے تھے اور ان کو بار بار کہا گیاکہ اپنی حیثیت کے موافق جبکہ اس تنخواہ سے دو چند جو پشاور میں نوکری کی حالت میں پاتے تھے۔ہم سے بحساب ماہوار لینا کر کے ایک سال تک ٹھہرو اور اخیر پہ بھی کہا گیاکہ اگر ایک سال تک منظور نہیں تو چالیس دن تک ہی ٹھہرو تو انہوں نے ان دونوں صورتوں میں سے کسی صورت کو منظور نہیں کیا۔

(مجموعہ اشتہار جلد اول ص 103)

پنڈت لیکھرام 19 نومبر 1885ء کو مرزا نظام الدین وغیرہ کی دعوت پر قادیان آیا تھا جہاں اس نے اسلام کے خلاف تمسخر آمیز تقاریر کیں۔بعد میں اسی لیکھرام نے براہین احمدیہ کے خلاف تکذیب براہین لکھی جس میں بہت سے تمسخر پر مبنی باتیں درج کیں۔جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے ایک رحمت کا نشان مانگا جس کے لئے آپ نے ہوشیار پور میں چلہ کشی کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نشان رحمت کے طور پر ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی جس میں اس کی 52 صفحات کا بھی ذکر تھاجس کا حامل اس موعود لڑکے نے ہونا تھا۔چنانچہ لیکھرام نے اس پیشگوئی کے مقابل ایک پیشگوئی شائع کی۔جس کے چند فقرے درج ذیل ہیں۔

''رحمت کا نہیں زحمت کا کہا ہوگا...خدا کہتا ہے میں نے قہر کا نشان دیا ہے رحمت کا نشان تو بتاسرائے تھی اور بس...شاید صاحب ذلت و نخوت ونکبت ہوگا۔...خدا کہتا ہے ہے وہ غلیظ القلب ہوگا اور علوم صوری و معنوی سے قطعی محروم ہوگا...آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہوجائے گی غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی''

(کلیات آریہ مسافر حصہ سوم ص 498،496)

آخر یہ موعود لڑکا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے نام سے اپنی عظیم الشان صفات کا حامل 12 جنوری 1889ء کو دنیا میں آیا۔اس دن حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت احمدیہ کے قیام کے لئے شرائط بیعت کا اعلان شائع فرمایا گویا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کی پیدائش اور جماعت احمدیہ کا قیام توام ہیں۔

لیکھرام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقابلہ آخر جاری رہا۔آخر 6 مارچ 1897ء کو لیکھرام خداتعالیٰ کے قہری نشان کا شکار ہوااور بظاہر ایک شدھ ہونے والے کے ہاتھوں قتل ہوا۔جس کا بعد میں باوجود بہت کوشش و بسیار کے نام و نشان نہ مل سکا۔آریہ سماج والوں نے لیکھرام کے قتل کا سراغ لگانے کے لئے اس زمانہ میں پچاس ہزار روپے کا فنڈ قائم کیا۔لیکن لیکھرام کے قتل کے نتیجہ میں آریہ سماج کا سارا دم خم دھواں ہو کر رہ گیا اور مقابلہ مذاہب کے میدان میں پسپائی اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دفاع اسلام میں آریہ سماجیوں کے مقابلہ اور مناظروں اوراشتہاروں کی کامیابی کو ہر مذہب و ملت کے اہل علم حضرات نے تحسین کی نظر سے دیکھابرملا آپ کے پیدا کردہ علم الکلام کا اعتراف کیا۔

چنانچہ اس مضمون میں **چند اہم شخصیات کا اعتراف حقیقت** دیا جار ہا ہے۔

ایک برہمو سماجی لیڈر لکھتے ہیں۔(ہندی سے ترجمہ)''راجہ رام موہن رائے کی زبردست شخصیت نے انگلستان اور امریکہ میں برہمو سماج کو یونیٹیرین چرچ کی شکل میں قائم کیا۔لیکن افسوس ہے کہ بھارت کے مسلمانوں پر قادیانی سمپروائے (فرقہ) کی وجہ سے بڑا پربھاد پڑا اور مسلمانوں میں سے شردعالو جو برہمو سماج کے ٹیموں کی وجہ سے بربھاوت ہوچکے تھے فریٹا فریٹا پیچھے ہٹ گئے''

(''ہندوتو'' صفحہ 982 مصنفہ رام داس گوڑ بحوالہ ''حیات طیبہ'')

ایک برہموسماجی لیڈر دیو نند ناتھ سہائے لکھتے ہیں۔

(ہندی سے ترجمہ)برہمو سماج کی تحریک ایک زبردست طوفان کی طرح اٹھی اور آناًفاناً نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی اس کی شاخیں قائم ہو گئیں بھارت میں نہ صرف ہندواور سکھ ہی اس سے متاثر ہوئے بلکہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ نے بھی اس میں شمولیت اختیار کر لی۔روزانہ بیسیوں مسلمان برہمو سماج کے ساتھ نہ صرف سہمت تھے بلکہ اس کے باقاعدہ ممبر تھے۔لیکن ہمیں انہی دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مسلمانوں کے ایک بڑے عالم تھے ہندوؤں اور عیسائیوں کے خلاف کتابیں لکھیں اور ان کو مناظرے کے لئے چیلنج کیا۔

افسوس ہے کہ برہمو سماج کے کسی ودوان نے اس چیلنج کی طرف توجہ نہیں کی جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ مسلمان جو کہ برہمو سماج کی تعلیم سے متاثر تھے نہ صرف پیچھے ہٹ گئے بلکہ باقاعدہ برہمو سماج میں داخل ہونے والے مسلمان بھی آہستہ آہستہ اُسے چھوڑ گئے۔

(رسالہ ''کومدی'' کلکتہ اگست 1920ء بحوالہ ''حیات طیبہ'')

آریہ سماج کے نامور پنڈت دیوت صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا۔

آریہ سماج کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو موقع مل گیا۔اس نے آریہ سماج کے خلاف ''سفیر ہند'' امرتسر میں مضامین کا ایک لمبا سلسلہ شروع کیا اور اس میں سوامی دیانند جی مہاراج کو بھی چیلنج دیا چونکہ سوامی دیانند جی مہاراج ان دنوں راجستھان کا دورہ کر رہے تھے اس لئے انہوں نے بختاور سنگھ اور منشی اندر من مراد آبادی سے کہا کہ وہ ان کا چیلنج منظور کر لیں۔لیکن افسوس ہے کہ انہی ایام میں بعض وجوہ کی بناء پر سوامی جی نے اندر من مراد آبادی کو آریہ سماج سے نکال دیا اس لئے مناظرہ نہ ہو سکا۔مراز غلام احمد قادیانی نے اس در گھٹنا سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور آریوں کے خلاف ایسا زہریلا لٹریچر لکھا کہ جس سے مسلمانوں کے دلوں میں آریہ دھرم کے متعلق نفرت پیدا کردی۔

(آریہ سماج اور پرچار کے سادھنا صفحہ 12 بحوالہ ''حیات طیبہ'')

ایڈیٹر صاحب ''پیسہ اخبار'' لاہور نے حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں لکھا۔

''مرزا صاحب کی تمام ترکوشش آریہ اور عیسائیوں کی مخالفت میں اور مسلمانوں کی تائید میں صَرف ہوتی ہیں جیسا کہ ان کی مشہور تصنیفات ''براہین احمدیہ'' ''سرمہ چشمہ آریہ''اور بعد کے رسائل سے واضح ہے۔ہم اس کے سوائے اور کیا کر سکتے ہیں۔وما علینا الاالبلاغ (پیسہ اخبار لاہور دو شنبہ 22 فروری 1892ء)

نامور صحافی سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار ''سیاست'' نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کی اسلامی خدمات اور آریوں اور عیسائیوں کو شکست فاش دینے کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

''مسلمانوں کو بہکانے کے لئے عیسائیوں نے دین حقہ اسلام اور اس کے بانی صلعم پر بے پناہ حملے شروع کر دیئے جن کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔آخر زمانہ نے تین آدمی ان کے مقابلہ کے لئے پیدا کئے۔ہندوؤں میں سے سوامی شری دیانند جی مہاراج نے جنم لے کر آریہ دھرم کی بنیاد ڈالی اور عیسائی حملہ آوروں کا مقابلہ شروع کیا۔مسلمانوں میں سرسید علیہ الرحمۃ نے سپر سنبھالی اور ان کے بعد مرزا غلام احمد صاحب اس میدان میں اترے...مذہبی حملوں کا جواب دینے میں البتہ سر سید کامیاب نہیں ہوئے اس لئے کہ انہوں نے ہر معجزے سے انکار کیا اور ہر مسئلہ کوبزعم خود عقل انسانی کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش کی۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں بچے

ہوئے جو علماء بھی موجود تھے ان میں اور سرسید میں ٹھن گئی۔کفر کے فتوےٰ شائع ہوئے اور بہت غلاظت اچھلی۔نتیجہ یہ نکلا کہ مسیحی پروپیگنڈا زور پکڑ گیا اور علی گڑھ کالج مسلمانوں کی بجائے ایک قسم کے ملحد پیدا کرنے لگا۔یہ لوگ محض پیدائش کی وجہ سے مسلمان ہوتے تھے ورنہ انہیں اسلام پر کوئی اعتقاد نہ ہوتا تھا…اس وقت کے آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے۔اِکّے دُکّے جو عالم دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموس شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہوگئے۔مگر کوئی کامیاب نہ ہوا۔اس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا…''

مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے۔اسلام کے متعلق ان کے بعض مضامین لاجواب ہیں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اپنی کامیابی سے متاثر ہو کر نبوت کا دعویٰ نہ کرتے تو ہم انہیں زمانہ حال میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خادم مانتے…

مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو اپنے خدام کی قدر کرتی ہے عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں مرزا صاحب کی خدمات کی وجہ سے مسلمانوں نے انہیں سر پر بٹھایا اور دلوں میں جگہ دی۔مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اور مولانا ثناء اللہ امرتسری جیسے بزرگ ان کے حامی اور معترف تھے اور انہی کے نام کا ڈنکہ بجاتے تھے۔

غرض مرزا صاحب کی کامیابی کی پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جب کہ جہالت مسلمانوں پر قابض تھی اور اسلام مسیحی اور آریہ مبلغین کے طعن و تشنیع کا مورد بنا ہوا تھا۔مرزا صاحب نے اس حالت سے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کی طرف سے سینہ سپر ہو کر اغیار کا مقابلہ کیا۔

(تحریک قادیان صفحہ207تا210)

معروف صحافی جناب عبداللہ ملک نے اپنی کتاب''پنجاب کی سیاسی تحریکیں''میں سر سید احمد خان اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے طریق کار کا فرقان بیان کرنے کے بعد لکھا۔

سچ یہ ہے کہ اس دور میں جن لوگوں کو سرسید نے متاثر کیا۔ساتھ ہی ان کو اپنی تعلیمات سے ایک گونہ آزردہ بھی کیا۔ان ہی آزردہ دلوں کوبہت حد تک مرزا غلام احمد نے اپنے طور طریقوں سے سمیٹا۔سرسید نے عقل کی بنیاد پر قرآنی آیات اور مذہبی تعلیمات و عبادات کی جتنی توجیہات اور تاویلات کی تھیں مرزا غلام احمد نے ان کے پرخچے اڑا دیئے۔سر سید نے رسول خدا کے معجزات کو رؤیا کا فعل بتا کر تاویل کرنے کی کوشش کی لیکن مرزا غلام احمد نے معجزات کو عقلی اور دلائل کی بنیاد پر درست ثابت کیا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد اپنی کتاب '' آئینہ کمالات اسلام''میں لکھتے ہیں۔

اور اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے امور صادر ہوتے ہیں…حال کے برہمو اور فلسفی اور نیچری اگر ان معجزات سے انکار کریں تو وہ معذور ہیں وہ اس مرتبہ کو شناخت نہیں کر سکتے جس میں ظلی طور پر الٰہی طاقت انسان کو ملتی ہے۔پس اگر وہ ایسی باتوں پر ہنسیں تو وہ اپنے ہنسنے میں بھی معذور ہیں کیونکہ انہوں نے بجز طفلانہ حالت کے اور کسی درجہ روحانی بلوغ کو طے نہیں کیا اور نہ صرف اپنی حالت ناقص رکھتے ہیں بلکہ اس بات پر خوش ہیں کہ اسی حالت ناقصہ میں مریں بھی۔ (صفحہ65،66)

اب مرزا غلام احمد کی ان تعلیمات نے ان کے حق میں فضاپیدا کی اور ان کے علم و فضل زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت نے مل کر ان کا ایک حلقہ قائم کر دیا۔ان کے حلقے کی توسیع میں دوسرا سب سے بڑا عمل ان کا آریہ سماج کے حملوں کا منہ توڑ جواب ہے کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا جب ایک طرف عیسائی پادریوں کی یورش ہو رہی تھی تو دوسری طرف ہندؤں کی ایک تحریک بھی حملہ آور ہورہی تھی کیونکہ ہندوؤں میں بھی ایک خاص قسم کا سیاسی و سماجی عمل جاری تھا۔ (پنجاب کی سیاسی تحریکیں صفحہ249,248)

نامور عالم دین صحافی محقق اورصاحب طرز ادیب جناب مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر اخبار ''وکیل'' امرتسر نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر ''موت عالم''کے عنوان سے ایک مبسوط اور طویل اداریہ لکھا جس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

''…وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا۔جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا…دنیا سے اٹھ گیا …ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پائمال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔اس لٹریچر کی قدر وعظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے وہ ہرگز قلب سے نسیاً منسیا نہیں ہو سکتی…غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جواس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون ہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت سر انجام دی ہے…آخر عمر تک برابر مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرے سےانیسویں صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اتارنے میں مصروف رہے ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ کسی درجہ تک کیوں نہ پہنچ جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں……اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی……آئندہ امید نہیں کہ مذہبی دنیامیں اس شان کا شخص پیدا ہو۔جو اعلیٰ خواہش محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صَرف کردے۔''

(اخبار ''وکیل''امرتسر 30مئی1908ء)

جناب مرزا حیرت دہلوی صاحب ایڈیٹر اخبار''کرزن گزٹ'' دہلی لکھتے ہیں۔

''مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اورایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کردی۔نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا……اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندی ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں……اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہوکر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔''

(اخبار ''کرزن گزٹ''دہلی یکم جون 1908ء)

بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ نے لکھا۔

''مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقہ کے بانی تھے……اپنی زندگی کے آخری دن تک کتابوں کے عاشق رہے اور دنیوی پیشوں سے پرہیز کرتے رہے۔1874ءتا1876ء عیسائیوں، آریوں، برہموں کے خلاف شمشیر قلم خوب چلایا۔آپ نے 1880ء میں تصنیف کا کام شروع کیا آپ کی پہلی کتاب ''براہین احمدیہ''اسلام کے ڈیفنس میں تھی جس کے جواب کے لئے آپ نے دس ہزار روپیہ کاانعام رکھا……بے شک مرحوم اسلام کاایک بڑا پہلوان تھا۔''

پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے اپنی کتاب ہندو دھرم اور اسلامی تحریکیں میں لکھتے ہیں۔

'' آریہ سماج نے شدھی یعنی ناپاک کرنے کا طریقہ جاری کیا۔ایسا کرنے سے آریہ سماج کا مسلمانوں کے ایک تبلیغی گروہ یعنی قادیانی فرقہ سے تصادم ہوگیا۔آریہ سماج کہتی تھی کہ وید الہامی ہیں اور سب سے پہلا آسمانی صحیفہ ہیں اور مکمل گیا ن ہیں۔قادیانی کہتے تھے کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور حضرت محمد خاتم النبیین ہیں اس کدو کاوش کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی عیسائی مسلمان اب مذہب کی خاطر آریہ سماج میں شامل نہیں ہوتا۔مذہب کی تبدیلی بے معنی سی ہوگئی ہے۔آریہ سماج کا تعلیمی کام اب تک جاری ہے۔مگر سماج کا تبلیغی کام تقریباً بند ہے آریہ سماج کی تحریک خاطر خواہ ترقی نہ کر سکی۔پرانے ہندو جو بت پرست اور مقلد تھے وہ ویسے کے ویسے ہی رہے اور کچھ انگریزی پڑھے لکھے لوگ جو سماج میں داخل ہوئے وہ مادیات میں پھنس کر دہریہ ہوگئے۔ان کی تو وہی حالت ہے۔نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔''

(ہندو دھرم اور اصلاحی تحریکیں صفحہ44,42)

مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب ڈکٹیٹر مجلس احرار اسلام و سابق ممبر لیجسلیٹوکونسل پنجاب حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

'' آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا۔جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی سے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا۔مگر حسب معمول جلد خواب گراں طاری ہوگیا مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا۔ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشرو اشاعت کے لئے بڑھا۔اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا۔تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔''

(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں صفحہ24)

اخبار ''تیج''نے جماعت احمدیہ کے قیام کو ہی آریہ سماج کی مخالف قرار دیتے ہوئے لکھا۔

''ویسے تو آج کل مسلمان بھائیوں کا قریب قریب ہر فرقہ ہندوؤں کا مخالف ہو رہا ہے مگر احمدی مسلمان ہندو جاتی کو بدنام اور تباہ و برباد کرنے کے لئے جو انتھک کوشش کر رہے ہیں اس کی نظیر مسلمانوں کا کوئی دوسرا فرقہ نہیں پیش کر سکتا۔یہ طے شدہ بات ہے کہ اس فرقہ کے عالم وجود میں آنے کی غرض و غایت ہی ہندوؤں اور خاص کر آریہ سماجیوں کو تباہ و برباد کرنا تھی۔

(اخبار تیج 23جولائی1927ء)

جناب عبداللہ ملک آریہ سماج کے جارہانہ حملے اور مسلمانوں پر یلغار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ کی کامیاب مدافعت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''جب کہ آریہ سماج نے ہندو مت کو دلائل اور جدید رجحانات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی تو اس کے لئے اس نے اسلام اور عیسائیت پر حملے بھی ضروری سمجھے اور مذہبی تحریکوں کی توسیع اور ان میں شدت کرنے کے لئے دوسرے مذاہب اور اس کے پیرو کاروں کو نشانہ بنایا جائے۔چنانچہ آریہ سماج نے اس سلسلے میں مسلمانوں کو بہت حدتک چنا اور اسلامی تعلیمات اور رسول خدا کا مضحکہ اڑایا۔ان تعلیمات نے پنجاب کے ہندو کھتری اور پیشہ ور طبقے کو بہت مطمئن اور متاثر کیا۔کیونکہ اسے مسلمان کا شکار اور زمیندار کو لوٹنے کے لئے ایک مذہبی جواز کی بھی ضرورت تھی جو آریہ سماج کی تعلیمات نے مہیا کی اس کا ردعمل مسلمانوں میں ہونا بھی لازمی

تھا۔چنانچہ اس ردعمل نے جو تقاضے مسلمانوں کے اندر پیدا کئے ان کو مذہبی سطح پر مرزا غلام احمد نے آریہ سماج کی تعلیمات پر حملے کر کے پورا کیا۔“

(پنجاب کی سیاسی تحریکات صفحہ 252،253)

مرزا غلام احمد کے اس کارنامے کے متعلق سوانح نگار ڈاکٹر بشارت احمد اپنی کتاب ”مجدد اعظم“ میں رقم طراز ہیں۔(اس کے بعد مجدد اعظم جلد اول صفحہ84،85طویل اقتباس دیکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔ناقل)

”ان تمام سرگرمیوں نے مرزا غلام احمد کو اپنے متشدد پیروکاروں کا ایک مضبوط اور مؤثر حلقہ پیدا کرنے میں مدد دی۔چنانچہ آریہ سماج کے خلاف مرزا غلام احمد نے جو تصنیف و تالیف کی۔ جو مناظرے اور مباحثے ترتیب دیئے۔ان سبھی اقدام نے پڑھے لکھے مسلمانوں کو متاثر کیا اور ان میں اچھی خاصی تعداد میں چھوٹے موٹے سرکاری ملازمین بھی تھے۔کیونکہ ہندوؤں میں بالعموم آریہ سماج کی تحریک پنجاب میں سرکاری ملازمین اور وکیل اور ڈاکٹروں میں ہی پھل پھول رہی تھیں اور ان سرکاری دفاتر میں کام کرنے والے مسلمان بھی آریہ سماج کا مقابلہ کرنے کے لئے دلائل اور منطق کے متلاشی تھے۔چنانچہ اس محاذ پر بھی مرزا غلام احمد نے ان مسلمانوں کی تشفی کی۔“

(پنجاب کی سیاسی تحریکیں صفحہ252تا254از عبداللہ ملک طبع اول یکم جنوری 1971ء ناشر نگارشات پبلشرز76انار کلی لاہور مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور)

ایک مشہور سکھ لیڈر سردار ارجن سنگھ ایڈیٹر ”رنگین“امرتسر رقمطراز ہیں۔

”اس وقت کے مسلمان عالم یہ سمجھتے تھے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھ کر اسلام کی کوئی بڑی خدمت کی ہے۔چنانچہ گھر گھر براہین احمدیہ کا چرچا تھا اور تمام پڑھے لکھے مسلمان اس کتاب کے مطالعہ کو ضروری سمجھتے تھے کیونکہ مسلمان عالموں کا خیال تھا کہ اس کتاب میں آریہ سماج اور عیسائیوں کے تمام اعتراضوں کو جواب آچکا ہے۔ہر ایک مسلمان مناظر اس کتاب کو ایک نظردیکھ لینا ضروری خیال کرتا تھا۔الغرض اس کتاب کی تصنیف کی وجہ سے جہاں مرزا صاحب ایک طرف ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھ کا تارا بن گئے وہاں آپ کو عیسائیوں اور آریوں میں بھی کافی شہرت حاصل ہوگئی۔اور عیسائیوں اور آریوں نے جواب در جواب کی جانب توجہ کی۔یہاں تک کہ نوبت مقدمہ بازی تک پہنچی اور مباہلوں اور بد دعاؤں پر ختم ہوئی۔ (خلیفہ قادیان صفحہ 4،5)

مولانا ابوالکلام آزاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر شذرہ لکھتے ہیں اور آپ کی تصنیف براہین احمدیہ کی اہمیت اور افادیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا ہے۔ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کردیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہلین کی تو ہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے غرض کہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد میں دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی اس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آرہی ہے گو بعض بزرگان اسلام اب براہین احمدیہ کے براہونے کا فیصلہ دے دیں محض اس وجہ سے کہ اس میں مرزا صاحب نے اپنی نسبت بہت سی پیشگوئیاں کی تھیں اور بطور حفظ ماتقدم اپنے آئندہ دعاوی کے متعلق بہت کچھ مصالحہ فراہم کر لیا تھا۔لیکن اس کے بہترین فیصلہ کا وقت 1880ء تھا جب کہ وہ کتاب شائع ہوئی۔مگر اس وقت مسلمان بالاتفاق مرزا صاحب کے حق میں فیصلہ دے چکے تھے۔“ (اخبار ”وکیل“ 30مئی1908ء)

****

حفاظت اور پہرہ دینا سنت رسولؐ سے ثابت ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا خُذُوۡا حِذۡرَكُمۡ فَانۡفِرُوۡا ثُبَاتٍ اَوِ انۡفِرُوۡا جَمِیۡعًا (النساء:72)اے وہ لوگوجو ایمان لائے ہو!اپنے بچاؤ کا سامان رکھا کرو۔پھر خواہ چھوٹے گروہوں میں نکلو یا بڑی جمعیت کی صورت میں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مدینہ آئے تو (خطرے کے باعث)ایک رات آپؐ جاگتے رہے آپؐ نے خواہش کا اظہار فرمایا کہ کاش میرے صحابہ میں سے کوئی صالح صحابی میرا پہرہ دے۔اسی اثناء میں ہم نے اسلحہ کی جھنکار سنی تو آپؐ نے پوچھا کون ہے؟تو آواز آئی خاکسار سعد بن ابی وقاص ہے اور خاکسار آپ کا پہرہ دینے حاضر ہوا ہے اس پر آنحضرت ﷺ نے استراحت فرمائی۔(ترمذی ابواب المناقب مناقب سعد بن ابی وقاصؓ)

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ انبیاء کی اقوام کے غلبے اور ترقیات کی راہ میں اللہ تعالیٰ کے دشمن رکاوٹ ڈالتے ہیں ۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ رکاوٹیں دراصل انبیاء کی اقوام کی ترقی کو مزید آگے بڑھانے کا موجب ہی ہوتی ہیں مگر ان مشکل گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت حفاظت اور بچاؤ کا سامان کرنا ہم پر فرض ہو جاتا ہے۔اور یہ عین سنت نبوی ﷺ کے موافق ہے ۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور بہادر وجود تھے۔ ایک دفعہ مدینہ کے لوگوں میں (کسی شور کی وجہ) ڈر پیدا ہوا تو اس آواز کی طرف نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اس طرف سے تشریف لا رہے ہیں۔آپؐ ابو طلحہؓ کے ایک سبک رفتار گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور آپؐ کی گردن سے تلوار لٹک رہی تھی۔آپؐ پہلے ہی معاملہ کی چھان بین کر کے تشریف لا رہے تھے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ ڈرو نہیں ، خوف کی کوئی بات نہیں۔ نیز فرمایا کہ میں نے تو اس کو سمندر پایا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے صحابی ہی پہلے جا کر خطرے کو چیک کر آیا کرتے تھے۔ گویا خوف کی رات میں ہمارے پیارے نبیؐ خود پہرے کے لئے جاگ رہے تھے اور تھوڑی سی آہٹ پر بہادری اور شجاعت کا بے مثال نمونہ قائم فرماتے ہوئے تمام لوگوں سے پہلے بے خوف ہو کر اس ممکنہ خطرے کا پتہ کرنے نکل پڑے اور اس کے بعد صحابہؓ نے اس نمونہ کی تقلید کی۔ (مسلم باب شجاعۃ النبیؐ)

جب اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو فرمایا وَاللّٰہُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِیۡنَ (المائدہ:68)یعنی اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات سے پہرہ ختم کروا دیا۔ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعدہ صرف آنحضرت ﷺ کی ذات سے مخصوص تھا۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ ہر گز نہیں چھوئے گی،ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کی خشیت سے روئی اوردوسری وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیا۔ (ترمذی باب ما جاء فی الحرس)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچا رہا ہوتا ہے۔پھر آپؐ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں خوب اچھی طرح سے پیوست کر کے(یوں بنا کر) بتایا کہ ایک حصہ دوسرے کے لئے اس طرح تقویت کا باعث ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الصلاۃ باب تشبیک الاصابع فی المسجد)

یعنی ہم میں سے بعض دوسروں کے لئے پہرہ دے کر دینی فرائض سر انجام دینے کے لئے ان کی تقویت کا باعث بن سکتے ہیں ۔ مندرجہ بالا روایات سے ہم پر کلی طور پرواضح ہو جاتا ہے کہ پہرہ دینا اور حفاظت کے سامان کرنا نہ صرف سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے ۔آپؐ فرماتے ہیں:

اِنَّمَا الۡاِمَامُ جُنَّةٌ یُقَاتَلُ مِنۡ وَرَائِهٖ وَیُتَّقٰی بِهٖ

یعنی امام ڈھال ہوتا ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے سے بچا جاتا ہے ۔ (مسلم کتاب الامارہ)

اس ہدایت کی روشنی میں ہمیں اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی اطاعت میں اپنے آپ کو محفوظ کر لینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ الانفال میں فرمایا ہے۔

وَ اَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ وَّ مِنۡ رِّبَاطِ الۡخَیۡلِ تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمۡ (الانفال:61) تم ان (دشمنوں) کے مقابلے کے لئے جس قدر ممکن ہو سکے طاقت اور سواریوں وغیرہ کے ذریعہ سے تیاری کرو۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ یعنی لڑائی داؤپیچ کا نام ہے ۔ اس میں بہت حکمت اور بیدار مغزی کے ساتھ دشمن سے نبرد آزما ہونا ہے۔چنانچہ ہمیں سیرت رسول ﷺ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپؐ ہر موقع پر حکمت کے اصولوں کومد نظر رکھتے تھے۔ کسی جنگ کی تیاری کے دوران دشمن پر بالکل بھی ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے کہ ہمارا کیا ارادہ ہے۔ اکثر آنحضرت ﷺ جب جنگ کے لئے نکلتے تو اگر مشرق کی طرف جانا ہوتا تو شہر سے مغرب کی جانب سے نکلتے اور پورا چکر کاٹ کر میدان جنگ میں پہنچتے اور دشمن کو اپنی اچانک آمد سے حیران کر دیتے ۔ چنانچہ حفاظت کی ڈیوٹی اور پہرہ میں ہمیں اپنی تیاریوں کو مخفی رکھنا اور وقت آنے پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے پورے زور سے دشمن کے حملے کا جواب دینا چاہیے۔

دشمن کے عزائم سے باخبر رہنے والے کے لئے کہا جاتا ہے کہ گویا اس نے آدھی لڑائی جیت لی ہوتی ہے۔ قرآن کے حکم یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَ صَابِرُوۡا وَ رَابِطُوۡا (آل عمران:201) کے تحت ہمیں حفاظتی اقدامات کرنے ہوں گے، اپنے ماحول پر نظر رکھنا ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑفرماتے ہیں :

” ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرے کے لئے پھرتا ہوں۔جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملااور اس نے کہا کہ آگے فرشتوں کا پہرہ ہے ۔یعنی تمہارے پہرے کی کچھ ضرورت نہیں ۔تمہاری فرود گاہ کے ارد گرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا! ”امن است در مکان محبت سرائے ما“یعنی ہمارا مکان جو سرائے محبت ہے ، اس میں امن ہی امن ہے“

(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد22ص315)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حفاظتی طور پر بھی خاص نگرانی کاخیال رکھنا چاہیے اپنے ماحول پر گہری نظر رکھیں۔ یہ ہرایک کا فرض ہے۔ اجنبی آدمی یا کوئی ایسا شخص آپ دیکھیں جس پر شک ہو تو متعلقہ شعبہ کو اطلاع دیں لیکن خود کسی سے اس طرح نہ پیش آئیں جس سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کا خطرہ پیدا ہو اور آگے لڑائی جھگڑے کا خطرہ پیدا ہو۔ لیکن اگر اطلاع کا وقت نہیں ہے پھر اِس کا بہترین حل یہی ہے کہ آپ اُس شخص کے...ساتھ ساتھ ہو جائیں، اُس کے قریب رہیں...ہر شخص اِس طرح سیکیورٹی کی نظر سے دیکھتا رہے تو بہت سارا مسئلہ...اِسی طرح حل ہو جاتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 30جولائی2004ء)

****

اویس احمد نصیر

عرب دنیا کے مشہور سیاسی لیڈر "جمال عبد الناصر"

جمال عبدالناصر عرب دنیا کے مشہور سیاسی وسماجی رہنما تھے۔آپ 15 جنوری1918ء کو مصر کے شہر اسکندریہ کے علاقے باکوس میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام عبد الناصر حسین تھا جو1888ء کو مصر کے علاقہ اسیوط کے گاؤں بنی مر میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد محکمہ ڈاک میں ملازم تھے۔ابتدائی تعلیم مصر کے علاقہ خطاطبہ سے حاصل کی۔1925ء کو اپنے چچا خلیل حسین کے پاس قاہرہ چلے گئے اور وہاں قاہرہ کے علاقہ جمالیہ میں نحاسین ایلمنٹری سکول میں داخلہ لیا۔جب کبھی سکول سے چھٹیاں ہوتیں تو اپنے گھرچلے جاتے جو کہ خطاطبہ میں تھا۔1926ء میں جب گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنے گھر گئے تو پتہ چلا کہ آپ کی والدہ کچھ ہفتے قبل فوت ہو گئی ہیں اور کسی نے یہ خبر ان تک پہنچانے کی جرات نہ کی۔جمال عبد الناصر نے سنڈے میگزین کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ" یہ واقعہ ایسا ہے کہ جسے بھلایا نہیں جا سکتا ۔اچانک والدہ کا انتقال ایک بہت بڑا صدمہ تھا "۔نحاسین سکول میں تین سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد1928میں انکے والد نے انہیں انکے نانا کے پاس اسکندریہ بھجوایااور وہاں عطارین سکول میں داخلہ لے کر تعلیم کا چوتھا سال مکمل کیا۔آپ کو بچپن سے ہی جلسہ جلوسوں میں شامل ہونے کا شوق تھا اور آپ نے گیارہ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ ایک جلسہ میں شرکت کی ۔اس بارہ میں خود بیان کرتے ہیں کہ "میں اسکندریہ کے علاقہ منشیہ سے گزر رہا تھا کہ اچانک میں نے لوگوں کا ہجوم دیکھا جس میں طلباء اور پولیس کے درمیان جھڑپیں ہو رہی تھیں ۔میں بھی بغیر گھبرائے اس ہجوم میں‌داخل ہو گیا اور میں نے کسی سے اس ہجوم کا سبب معلوم نہیں‌کیا۔اسی جلسہ میں زخمی بھی ہوا اور سر پر چوٹ بھی آئی جس سے بہت خون بہا اور اس سیاسی مظاہرے میں گرفتار بھی ہوا "۔

جمال عبد الناصر1933ء میں قاہرہ کے سکول النهضہ میں داخل ہوئے جہاں سے انہوں نے سیاست کا آغاز کیا اور باقاعدہ طور پر النهضہ سکول کی یوتھ فیڈریشن کے صدر بن گئے اور اپنی سیاسی سرگرمیوں کو جاری رکھا اور عرب دنیا میں خاصی مقبولیت حاصل کی۔

جمال عبدالناصر فوج میں اعلی افسر رہے۔1948ء میں جب فلسطین کے ساتھ جنگ شروع ہوئی تو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۔جمال عبدالناصر نے عرب ممالک کے اتحاد پر زور دیا۔ چنانچہ1958ء کو مصر اور شام کی یونین "متحدہ عرب جمہوریہ"(UAR)کے نام سے قائم ہوئی اورجمال عبد الناصر اس کے پہلے صدر تھے۔انہوں نے افریقہ کے اسلامی ممالک کی آزادی کے لئے جدوجہد کی۔1954تا 1956 مصر کے وزیر اعظم اور 1956تا1970 صدر رہے ۔ 28ستمبر1970 ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔

****

انجینئر محمود مجیب اصغر

قرآن کریم کی بعض پیشگوئیوں کا آخری زمانے میں ظہور

قرآن کریم کی بعض پیشگوئیوں کا ظہور آخری زمانے میں ہو رہا ہے جو کہ مسیح موعود کا زمانہ ہے ایسی پیشگوئیوں کا ذکر عموماً آخری سورتوں میں ہے بعض پیشگوئیاں خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاۃ طیبہ 1835ء ۔ 1908ءمیں پوری ہوئیں اور باقی آپ کے خلفاء کے ادوار میں پوری ہو رہی ہیں ان میں سے چند ایک پیشگوئیاں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاۃ طیبہ میں پوری ہو چکی ہیں کا ذکر کرنا مقصود ہے ۔

1۔آثار قدیمہ کی سائنس کا آخری زمانہ میں ترقی کرنا اور فرعون موسیٰ کی لاش کا ملنا جو اب Egypt Musium Cairo کے رائل ممیز روم میں دیکھی جاسکتی ہے اس کے لئے سورۃ الانفطارآیت 5 وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ (اور جب قبریں اکھیڑ کر ادھر ادھر بکھیر دی جائیں گی)

اور سورۃ یونس آیت نمبر 91، 93 وَجٰوَزۡنَا بِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡبَحۡرَ فَاَتۡبَعَہُمۡ فِرۡعَوۡنُ وَجُنُوۡدُہٗ بَغۡیًا وَّعَدۡوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدۡرَکَہُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۱﴾ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَکُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۹۲﴾ فَالۡیَوۡمَ نُنَجِّیۡکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوۡنَ لِمَنۡ خَلۡفَکَ اٰیَۃً ؕ وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ ﴿۹۳﴾ میں ہے

(اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار گزارا تو فرعون اور اس کی فوجوں نے سرکشی اور ظلم کی راہ سے ان کا پیچھا کیا حتی کہ جب غرق ہونے کی آفت نے اسے اور اس کی فوج کو آ پکڑا تو اس نے کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس مقتدر ہستی پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے اور میں سچی فرمانبرداری اختیارکرنے والوں میں سے ہوتا ہوں ہم نے کہا کیا تو اب ایمان لاتا ہے حالانکہ پہلے تو نے نافرمانی کی اور تو مفسدوں میں سے تھاپس اب ہم تیرے بدن کے بقاء کے ذریعہ سے تجھے ایک جزوی نجات دیتے ہیں تاکہ جو لوگ تیرے پیچھے آنے والے ہیں ان کے لئے تو ایک نشان ہو اور لوگوں میں سے بہت سے افراد ہمارے نشانوں سے بلا شبہ بے خبر ہیں۔ اس تحقیق کی تفصیل ڈاکٹر مورئس بکائے کی کتابThe Bible, The Qur'an and Science میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ سائنسدان فرانس میں اس ٹیم کا ہیڈ تھا جنہوں نے 1896ء، 1899ء کے دوران کنگز ویلی (luxor Egypt) میں کھدائی کے دوران ملنے والے تابوت کے اندر فرعون کی ممی پر فرانس میں تحقیق کی تھی جہاں یہ ثابت ہوا تھا کہ یہ وہ فرعون ہے جو پانی میں ڈوب کر مرا تھاکیونکہ اس کے جسم کے ساتھ نمک کی تہہ پائی گئی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے۔

" اس سے صرف اتنا فائدہ اسے ہوا کہ خدا نے فرمایاکہ تیرا بدن تو ہم بچالیں گے مگر تیری جان کو اب نہیں بچائیں گے آخر خدا نے اس کے بدن کو ایک کنارے پر لگا دیا ایک چھوٹے سے قد کا آدمی تھا۔"

(تفسیر مسیح موعود زیر آیت 91 سورۃ یونس)

2۔چڑیا گھر zoological gardensسورۃ التکویر آیت 6 وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۪ۙ﴿۶﴾

(اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے) کی پیشگوئی پہلی بار 1847ءمیں حضرت مسیح موعودؑ کی حیاۃ طیبہ میں پوری ہوئی جب Clifton Zoo قائم کیا گیااسی دور میں امریکہ میں کئی zoo معرض وجود میں آئے۔

3 ۔سوشل سائنس دختر کشی کی قانون سازی

Female Infanticide

سورۃ التکویر کی آیت 9 و 10 وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ ۪ۙ﴿۹﴾ بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۚ﴿۱۰﴾ میں پیشگوئی تھی کہ دختر کشی قانونی جرم بن جائے گا چنانچہ اس بارے میں 1870ء میں برٹش انڈیا میں قانون سازی ہوئی اور اس کا اطلاق اولا برٹش پنجاب اورشمال مغربی صوبہ پر کیا گیا یہ قانونFemale Infanticide Prevention Act 1870کہلاتا ہے اور اس کے بعد عالمگیر شکل اختیار کر چکا ہے۔(غالباً اسی پیشنگوئی کا ظہور اب انسانی نسل کشی Human Genocideکی ممانعت کی شکل میں عالمی عدالت انصاف میں زیر بحث ہے)

4۔ریلوے،سورۃ التکویر وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۪ۙ﴿۵﴾آیت 5 کی روشنی میں اونٹ کی سواری کے بیکار ہو جانے کی پیشنگوئی ریلوے کی ایجاد کے ذریعے پوری ہوئی حجاج اونٹوں پر سفر کرکے حجاز پہنچتے تھے جیسا کہ سورۃ حج میں ذکر ہے

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالاً وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (الحج : 28)

یعنی اور لوگوں میں منادی کر دے کہ قصد کر کے آیا کریں وہ تیری طرف پا پیادے اور سوار ہو کر دبلی دبلی اونٹنیوں پر جو ہر ایک دور دراز رستوں سے آویں گے۔

حجاز میں 1908ء میں دمشق سے مدینہ منورہ تک ترکوں نے ریل جاری کی اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ تھا لیکن مدینہ سے مکہ ریلوے اس وقت بوجوہ نہ بن سکی (ورلڈ وار اور ترکوں سے نجدیوں نے حجاز کی حکومت چھین لینے کی وجہ سے)

ابھی حال ہی میں سعودی حکومت نے مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ کے لئے سبک رفتار ریلوے کا منصوبہ مکمل کیا ہے جس کی دنیا بھر میں دھوم ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں اس پیشگوئی کا بکثرت ذکر ملتا ہے

5 ۔پہاڑ کاٹ کر پکی اسفالٹ اور کنکریٹ سڑکیں بھی سورۃ التکویر آیت 4 وَاِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ۪ۙ﴿۴﴾

(اورجب پہاڑ چلائے جائیں گے) کے تحت 1884ء اور 1888ءمیں اس وقت بننا شروع ہوئیں جب dynmite کا استعمال شروع ہوا اور الفرڈ نوبیل کیSmokeless dynmite powderکی ایجاد نے drilling and controlled blasting کے کام کو آسان کر دیا اور یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ تھا۔

6۔سویز اور پانامہ نہریں،سورۃ الرحمان آیت 20 اور 21 مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ ﴿ۙ۲۰﴾ بَیۡنَہُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیٰنِ ﴿ۚ۲۱﴾

(اس نے دو سمندروں کو اس طرح چلایا ہے کہ وہ ایک وقت میں مل جائیں گے سر دست ان کے درمیان ایک پردہ ہے جس کی وجہ سےوہ ایک دوسرے میں داخل نہیں ہو سکتے) کی روشنی میں بحیرہ روم Med-itarrarian Sea اور بحر احمر Red Sea کے درمیان مصر میں سویز کے مقام پر ایک French Diplomat Dr Lessep نے 1859ء، 1860ء سویز نہر بنوائی جس سے دونوں سمندر مل گئے۔عجیب تصرف الٰہی ہے کہ بنو امیہ کے دور میں مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس پراجیکٹ کی منصوبہ بندی کی تھی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے تفسیری نوٹس میں ذکر ہے لیکن یہ پیشنگوئی مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں پوری ہونی مقدر تھی۔

اسی طرح سورۃ الفرقان آیت 54 وَہُوَ الَّذِیۡ مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ ہٰذَا عَذۡبٌ فُرَاتٌ وَّہٰذَا مِلۡحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیۡنَہُمَا بَرۡزَخًا وَّحِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا ﴿۵۴﴾

(اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو چلایا ہے جن میں سے ایک تو بہت میٹھا ہے اور دوسرا نمکین اور کڑوا ہے اور اس نے ان دونوں کے درمیان ایک روک بنا دی ہے اور ایسا سامان بنایا ہےکہ وہ ایک دوسرے کو پرے رکھتے ہیں، ملنے نہیں دیتے) کے تحت وسط امریکہ میں پانامہ کے مقام پر بحر الکاہل Pacific Sea اور بحر اوقیانوس Atlantic Ocean کو پانامہ نہر جاری کر کے ملا دیا گیا۔

یہ منصوبہ بھی مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں 1904ء میں

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

شروع ہوا گو یونائیٹڈ سٹیٹس نے بعد میں مکمل کیاان نہروں کے جاری ہونے کے بعد ہی سورۃ الرحمن آیت 25 کی دخانی جہازوں(Steam Ships) والی پیشگوئی پوری ہوئی اور سورۃ بنی اسرائیل آیت 71 کی پیشگوئی پوری ہوئی جس میں کہا گیا ہےکہ اللہ نے بنی آدم کو بہت شرف بخشا اور خشکی اور تری میں سواری کے سامان پیدا کئے۔

7۔ ہوائی جہاز،سورہ 16 النحل آیت 9 میں گھوڑوں خچروں اور گدھوں کے علاوہ نئی سواریوں کی پیشگوئی کی گئی تھی حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ’’اس میں صاف طور پر ریل، دخانی جہاز، ہوائی جہاز اور موٹر وغیرہ کی پیشگوئی ہے‘‘(تفسیر صغیر)

سورۃ الملک کی آیت 20 اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ فَوۡقَہُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقۡبِضۡنَ ؕۘ مَا یُمۡسِکُہُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍۭ بَصِیۡرٌ ﴿۲۰﴾

میں بھی واضح اشارہ ہوائی جہاز کی طرف ہے جیسے پرندے پر پھیلا کر اوپر اڑتے ہیں اور کبھی پر سمیٹ لیتے ہیں Hugo Davenport کے مطابق ہوا میں پرواز کی تاریخ کا آغاز سپین کے ایک مسلمان سائنسدان عباس بن فرناس کے ذریعے 877 ء میں ہوا جو بعد میں آنے والے سائنس دانوں کی سالہا سال کی محنت، جد وجہد اور ریسرچ کے بعد1904ء میں رائٹ برادرز Wright Brothers کے ذریعے ہوائی جہاز کی شکل میں نمودار ہوا.

8۔یاجوج و ماجوج کا معمہ،سورۃ الانبیاء آیت 97 حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتۡ یَاۡجُوۡجُ وَمَاۡجُوۡجُ وَہُمۡ مِّنۡ کُلِّ حَدَبٍ یَّنۡسِلُوۡنَ ﴿۹۷﴾

میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے ۔(یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ ہر پہاڑی اور ہر سمندر کی لہر پر سے پھلانگتے ہوئے دنیا مین پھیل جائیں گے)

سویز اور پانامہ نہروں نے سمندری رستے کم کر دیئے ادھرSteam Ships سٹیم شپس کی ایجاد نے وکٹوریہ دور(1837ء1901ء) میں بحر و بر کو تجارت کے لئے پھلانگنے والی قوموں کو نمایاں کردیا گیا اور اس طرح انگریز قوم اور روس کی آپس میں تجارتی دوڑ اوردشمنی یاجوج اور ماجوج کوlime light میں لے آئی اور واضح ہوگیا کہ یہی قومیں یاجوج ماجوج ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرماتے ہیں’’اب دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے کیسے نزدیک آ پہنچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپس میں الجھ پڑیں‘‘ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 50)

گلڈ ہال لنڈن میں یاجوج ماجوج کے بت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مزید فرماتے ہیں ’’ایک دفعہ میرا ایک دوست لنڈن گیا جسے میں نے فرمائش کی کہ وہاں کی سب سے پرانی یادگار کا پتہ لگائے چنانچہ اس نے تحقیقات کی تو اسے دو بت دکھائے گئے جو یاجوج ماجوج کے تھے اور اسے بتلایا گیا کہ اس ملک کی سب سے پرانی یادگار تاریخی یہی ہے ۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 44)

یہ بت گلڈ ہال لنڈن میں رکھے ہوئے ہیں آپؓ نے لکھا ہے۔

’’پھر میں کہتا ہوں اس قوم یاجوج ماجوج کے ثابت کرنے کے لئے ہمیں کہیں دور دراز جانے کی ضرورت ہیں حقیقتاً ضرورت نہیں اس لئے کہ لنڈن میں ان دونوں قوموں کر ورثان اعظم کے اسٹیچو (بت) موجود ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’ بڑے تعجب کی بات ہے کہ آخری زمانہ کے متعلق جس قدر نشانات تھے ان میں سے بہت پورے ہو چکے مگر پھر بھی لوگ توجہ نہیں کرتے۔‘‘

(بدر 16 جنوری 1908ء بحوالہ تفسیر مسیح موعود جلد 8 صفحہ 289)

****

عرفان احمد خان۔جرمنی

ورلڈ اکنامک فورم کا 50 واں سالانہ اجلاس

دنیا کا خوبصورت ترین ملک سوئٹزرلینڈ جس کا کل رقبہ 41000 مربع میٹراور آبادی 85 ملین ہے ایک عرصہ تک بینکنگ کے نرم قوانین کی بدولت کالے دھن کے مالکوں کے لئے جنت نظیر بنا رہا۔ ایک عام آدمی کے لئے وہاں خوبصورت پہاڑ آبشاریں، جھیلیں اور قدرتی حسن کے پرکشش نظارے اس ملک کی پہچان ٹھہرے ۔علاوہ ازیں اقوام متحدہ کے کئی ایک ذیلی ادارے خصوصا حقوق انسانی اور ورلڈ ٹریڈ اتھارٹی (UTO)کے سالانہ اجلاسات بھی یہاں منعقد ہوتے ہیں۔ ایک عالمی پہچان ورلڈ اکنامک فورم کے حوالے سے بھی ہے جس کا سالانہ اجلاس ہر سال ماہ جنوری کے آخر میں برف سے ڈھکے پہاڑوں کے درمیان موجود ایک چھوٹی سی وادی ڈیوس(Davos) میں منعقد ہوتا ہے . دراصل ڈیوس برفانی پہاڑوں کے درمیان ایک حسین وادیوں پر مشتمل ضلع ہے جس میں 5 چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں جن کے ساتھ ڈیوس نام ضرور لگایا جاتا ہے. اس وادی کا کل رقبہ 283 مربع کلومیٹر اور آبادی محض 15,000 ہے۔ 1890ءمیں جب اس بلندی تک ریل کی پٹری بچھا دی گئی ۔تو موسم سرما کی کھیلوں کے لئے اس علاقے کو ترقی ملنے لگی۔ اب ایک سیزن میں 5 لاکھ سے زائد اسکیٹنگ کے شوقین اپنے ذوق کی تکمیل کے لیے یہاں آتے ہیں ۔زیورک سے ایک گھنٹے کی مسافت پر چند منٹ کے بعد بدلتا نظارہ دلوں کو بہت بھاتا ہے۔ ورلڈ اکنامک فورم کا اجلاس آخری قصبہ (Davos platz) کے مشہور ہوٹل(steigenberger) کے ایک ہال میں منعقد ہوتا ہے. اس سال یہ فورم کا پچاس واں اجلاس تھا جو 21 تا 24 جنوری کو منعقد ہوا جس میں شرکاء کی تعداد تین ہزار کے قریب تھی۔

ورلڈ اکنامک فورم کی بنیاد 1971 ءمیں اکنامکس کے پروفیسر سرکلاؤز شواب نے ڈالی تھی جو 1938ءمیں جرمنی کے شہر(Ravens burg میں پیدا ہوئے ۔ اقتصادیات کے حوالے سے ان کی لکھی کتابیں دنیا بھر میں مشہور ہیں۔2016 ءمیں ان کی طرف سے شائع کی جانے والی کتاب، چوتھا صنعتی انقلاب، کا 30 زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے ۔ بے شمار اعزازات حاصل کرنے والے پروفیسر کلاؤز شواب کے پاس ڈاکٹریٹ کی 17 اعزازی ڈگریاں ہیں۔ ورلڈ اکنامک فورم کے آئیڈیا کو دنیا بھر میں مقبولیت حاصل ہوئی اور اب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے بعد یہ دوسرا بڑا فورم ہے جس میں ہر سال سربراہان حکومت کی اکثریت اجلاس میں شامل ہوتی ہے ۔اب ڈاکٹر شواب ورلڈ اکنامک فورم کے مددگار ادارے بھی معرض وجود میں آچکے ہیں۔ 1998ءمیں انہوں نے اپنی بیگم کے ساتھ مل کر شواب فاؤنڈیشن برائے سوشل ورک شروع کی جس کی اب دنیا میں 350 برانچیں ہیں ۔ 2004 ءمیں اکنامک فورم برائے ینگ گلوبل لیڈر کی بنیاد رکھی اس میں 40 سال تک عمرکے نوجوان ذہنوں کی نشوونما کو تقویت دینے کے لئےاقتصادی رابطوں کو بڑھانے پر کام کیا جارہا ہے۔ پھر 2011 ءمیں 20 سے 30 سال کے نوجوانوں کے لیے ایک ادارہ (globel sehapers community) کے نام سے سے قائم کرچکے ہیں. ان کی کوشش ہے کہ مستقبل کے لیے کیے جانے والے اقتصادی فیصلوں میں نوجوان لیڈر شپ کا عمل دخل بڑھنا چاہیئے۔ورلڈ اکنامک فورم میں اقتصادیات کے علاوہ ٹیکنالوجی ،سائنس ،سپورٹس ،حقوق انسانی، میڈیا کے لئے مستقل کمیٹیاں قائم کر رکھی ہیں جو سارا سال کام کرتی ہیں ان کے اجلاسات کی رپورٹ اور نتائج پر ڈیوس میں ہونے والے اکنامک فورم میں بحث کی جاتی ہے ۔ 2006 ءمیں قائم کی جانے والی انٹرنیشنل میڈیا کونسل کے ممبران کی تعداد 100 ہے جن میں براڈکاسٹ اور پرنٹ میڈیا کے ہائی پروفیشنل ورلڈ میڈیا گُر،چیف ایڈیٹر و پبلشر، کالم نگار شامل ہیں

ورلڈ اکنامک فورم میں تقاریر کم اور بحث مباحثہ زیادہ ہوتا ہے۔مختلف پینل بنا دئے جاتے ہیں جن میں ہر شعبہ زندگی کے ماہرین شامل ہوتے ہیں ۔ان کے درمیان مذاکرہ کرایا جاتا ہے ۔جس میں سامعین کو سوال کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس سال موسمی تغیرات پر ہونے والی گفتگومیں بہت وقت صرف ہوا ۔اس (planat)کو کس طرح تباہی سے بچانا ہے؟ اس بار فورم کا خاص موضوع تھا ۔کچھ عرصہ سے دنیا کے اہم ممالک کے درمیان تجارتی پالیسیوں کے حوالے سے سردجنگ جاری ہے ۔اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئےدنیا کی نامور تجارتی کمپنیوں کے سربراہان کے درمیان مکالمہ ہوا ۔دنیا کے 1680 بزنس لیڈر وہاں موجود تھے۔ جن ممالک پر تجارتی پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں ان کے سیاسی حل کے لیے ورلڈ ٹریڈ اتھارٹی کا کردار بھی موضوع بحث رہا ۔

اقوام متحدہ کے زیر اثر اس ادارے کا غیرجانبدار رہنا نہایت ضروری ہے ۔ٹیکنالوجی میں ہونے والی ترقی میں کمزور قوموں کو ساتھ لے کر چلنے کا لائحہ عمل بنانے پر بھی غور ہوا.

ورلڈ اکنامک فورم ایک خودمختار پرائیویٹ ادارہ ہے جس کا سالانہ بجٹ 310 ملین ڈالر ہے جو ممبر ادا کرتے ہیں ۔لیکن فورم کی ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے کمپنی کا بجٹ5 ملین ڈالر سے زیادہ ہونا چاہیے ۔ممبرشپ فیس کم ازکم 52 ہزار ڈالر سالانہ ہے۔ اگر آپ کمپنی کی ممبرشپ لیں تو 2.5 لاکھ ڈالراور اگر آپ اپنے گروپ آف کمپنیزکو ممبرشپ لے کر دیں تو 5لاکھ 27 ہزار ڈالر سالانہ فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ ڈیوس کانفرنس میں شرکت کی فیس 19 ہزار ڈالر علیحدہ ادا کرنا پڑتے ہیں جبکہ کانفرنس میں شرکت کے لیے تمام مہمان، سیاسی شخصیات اپنے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں ۔انتظامی اخراجات کا بجٹ 9 ملین ڈالر ہے جس میں ورلڈ اکنامک فورم کا ادارہ محض 2.25 ملین ڈالر ادا کرتا ہے باقی اسپانسرشپ سے پورے کیے جاتے ہیں ۔ 50 ویں اجلاس کو ہی دنیا کے 140 ہزاروں کی سپانسر شپ حاصل تھی ۔سکیورٹی پر سوئٹزرلینڈ پولیس اور فوج کے 5ہزار اہلکار ڈیوٹی پر تھے۔ جس پر 32 ملین فرانک کے اخراجات وزارت دفاع سوئٹزرلینڈ ادا کرے گی ۔118 ممالک سے 2821 مہمان کانفرنس میں شریک ہوئے ۔جن میں سے 1052 کا تعلق ویسٹرن یورپ، 740 شمالی امریکہ اور باقی کا تعلق پوری دنیا سے تھا ۔کانفرنس کا مختصر اختتامی اعلامیہ یہ تھا کہ کمپنیوں کو ٹیکس کا حصہ انصاف کے ساتھ ادا کرنا چاہئے،کرپشن کرنے والے کے ساتھ کوئی رعایت نہیں۔ ورلڈ اکنامک فورم حقوق انسانی کے لیے ایڈوکیٹ کا کردار ادا کرتی رہے گی ۔

****

11فروری 2020ء

		طلوع	غروب
مکہ مکرمہ		05:38	18:16
مدینہ منورہ		05:42	18:13
لندن		05:32	17:10
قادیان	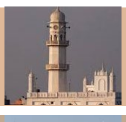	05:35	18:10
ربوہ		05:32	17:50